طلاق کے متعلق تعلیماتِ سیرت اور ان کے نفسیاتی اثرات

Teachings of Seerah regarding divorce and their psychological effects

محمد عبد الحق*

پروفیسر ڈاکٹر محمد عطاء الرحمن**

ABSTRACT

Marriage is a social and Shariah contract which is not for temporary pleasure but to be fulfilled till death. The Shariah has placed the attribute of piety at the top in choosing a life partner, if it is followed, then no major disagreement will occur. However if such a situation arises, the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) has suggested various measures to solve it. If the spouses follow them sincerely, then its positive effects will definitely be seen, and it is possible that they will again lead a life of love as before. It should be clear that although divorce is halal per se, but it is also the most undesirable of all halal things. However, it has been allowed from time to time. On this occasion, when emotions are intense, the Prophet (PBUH) has given teachings regarding human psychology. If they are followed, the spouses will be willing to act consciously and will not take any step that will not be compensated later.

Keywords: Marriage, social, Shariah, temporary, death

یہ ایک حقیقت ہے کہ معاشرتی زندگی میں میل ملاپ میں تمام لوگوں کے رویے یکساں نہیں ہوتے ہیں جس کے وجہ سے لوگوں کے بعض رویوں سے ہمیں تکلیف پہنچتی ہے چنانچہ معاشرتی کوئی سا بھی تعلق ہو چاہے وہ تعلق دوستی کا ہو یا رشتہ داری کا ہو یا ازدواجی تعلق ہو تو ان تمام تعلقات میں یہ ایک لازمی امر ہے تو جب ساتھ رہنا بھی ہے اور دوسروں سے تکلیف کا پہنچنا بھی یقینی ہے تو اب ایسا کون سا طریقہ اختیار کیا جائے ایسے کون سے رویے اختیار کر لئے جائے کہ ہمیں تکلیف کا احساس کم سے کم ہو اس حوالے آپؐ نے ہر تعلق کے متعلق کچھ ہدایات دی ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر تعلقات میں پائیداری اور شائستگی آجاتی ہے([1]) چنانچہ ہم ذیل میں بطور خاص ازدواجی تعلق کے حوالے سے آپؐ کی ان تعلیمات کا جائزہ لیتے ہیں جو اس تعلق میں دراڑ پیدا ہونے کو ختم یا کم کرتے ہیں۔

....

*لیکچرر، شعبہ اسلامیات یونیورسٹی آف مالاکنڈ.

** ڈین فیکلٹی آف ارٹس انیڈ ہیومینٹی یونیورسٹی آف مالاکنڈ

زوجین کے درمیان ناخوشگوار حالات کے مسئلہ کا ابتدائی حل زوجین کی نفسیاتی تربیت: زوجین کے باہمی تعلقات میں ناخوشگواری کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے بلکہ یہ عین انسانی نفسیات کے مطابق ہے کیونکہ تمام لوگوں کی سوچ اور رویے یکساں نہیں ہوتے ہیں اسی طرح جب ہمیں معاشرتی زندگی میں دوسرے کے ساتھ مختلف معاملات میں واسطہ پڑتا ہے تو اس میں ہمارے مزاج کے خلاف بہت ساری باتیں پیش آتی ہیں ایسے موقع پر ہمارے سامنے دوراستے ہیں ایک تو یہ کہ ہم ان کے ساتھ تعلقات ہی ترک کردے لیکن یہ کوئی درست اور مثبت رویہ نہیں ہے دوسرا رستہ یہ ہوتا ہے کہ ہم مسئلہ کی اصل جڑ تک پہنچ کر اسے حل کردے اس حوالے سے بطور خاص ازدواجی زندگی میں بہت زیاہ تحمل برداشت اور صبر کے رویے اپنانے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ بسابسایا گھر اجڑنہ جائے غرض یہ کہ اس ضمن میں زوجین کی نفسیاتی تربیت بہت اہم ہے چنانچہ اس حوالے سے ہم ذیل میں تعلیماتِ سیرت اور ان کے نفسیاتی اثرات درج کردیتے ہیں۔

بیوی کی خامیوں کی بجائے خوبیوں کو دیکھئے: یہ ایک حقیقت ہے کہ زوجین باہم ایک دوسرے کی کاربن کاپی نہیں ہوتے کیونکہ وہ الگ الگ ماحول اور گھرانوں میں پلے بڑھے ہوتے ہیں اسی وجہ سے ان کی شخصیتوں اور مزاجوں میں اختلاف ناگزیر ہیں ان کی عادات واطوار اور خواہشات بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوسکتی ہیں اسی طرح ان کی جسمانی اور نفسیاتی ضرورتیں بھی ایک دوسرے سے جداگانہ ہوتی ہیں تاہم ان تمام باتوں کے باوجود انہیں ایک چھت تلے رہنااور نباہ کرناہوتا ہے اس کے لئے لازمی امر یہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی خامیوں کی بجائے ان کی خوبیوں پر غور کریں([2])واضح رہے کہ ہر انسان میں کچھ خوبیاں ایسی پائی جاتی ہیں جو دوسرے انسان میں نہیں ہوتیں چنانچہ جدید ماہرینِ نفسیات کی تحقیقات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اللہ نے ہر انسان کو بہت سے صلاحیت عطا کر رکھی ہیں اور ہر فرد کو کم از کم ایک ایسی خاص صلاحیت سے نوازا ہے جس میں وہ دوسروں سے زیادہ بہتر ہوتا ہے اور اس منفرد صلاحیت کی وجہ سے وہ کارہائے نمایاں انجام دے سکتا ہے حیران کن کام کر سکتا ہے اور کوئی اچھوتا کام سرانجام دے سکتا ہے یعنی اس دنیا میں ہر فرد منفرد اور یکتا ہی کوئی دوسرا فرد ہو بہو اس کی طرح نہیں ہو سکتا اگرچہ بعض لوگوں میں ہمیں ظاہری مماثلت نظر آتی ہیں تاہم حقیقت میں وہ ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہوتے ہیں کیونکہ ہر ایک کی سوچ اور اس کا عمل، کردار دوسرے سے مختلف ہوتا ہے اور انسان کی یہ منفرد صلاحیت اور قابلیت اس انتظار میں ہے کہ انہیں منفرد انداز میں استعمال کیا جائے اور انسان اپنی منفرد صلاحیتوں کو پہچان کر اسے استعمال میں لاکر بے مثال کامیابی حاصل کرسکتے ہیں([3]) چنانچہ آپؐ کا فرمان ہے لاَ يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ أَو قال

غَيرَهُ (4)۔ترجمہ: کوئی مومن کسی مسلمان خاتون سے بغض نہ رکھے اگر اس کی کوئی ایک عادت ناپسندیدہ ہے تو اس کی کوئی اور دوسری عادت تو پسندیدہ ہو گی۔

مذکورہ حدیث کی نفسیاتی تشریح: کسی دوسرے انسان کی غلطی کے متعلق انسانی نفسیات یہ ہے کہ اگر کسی فرد کی کچھ باتیں بری لگ جائے تو پھر وہ انہی کو دل میں لے کر بیٹھ جاتا ہے کہ اس نے تو یہ غلطی کی ہے اور یہ غلطی کی ہے اور عام طور پر ایسے مواقع پر اس فرد کی اچھائیوں کی طرف ذہن نہیں جاتا تو اچھائی کی طرف دھیان نہ جانے کی وجہ سے اس انسان سے آئے روز نفرت بڑھتی رہتی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس کے ساتھ بد سلوکی کرنے لگ جاتا ہے اور خاص کر ازدواجی زندگی میں اگر یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو ازدواجی زندگی گہنا جاتی ہے گھریلو زندگی سے اس بدمزگی کو ختم کرنے کے لئے آپؐ نے شوہر کو یہ نفسیاتی نکتہ ذہن نشین کرایا ہے کہ دو افراد جب ایک ساتھ رہتے ہیں تو دوسرے کی کوئی بات اچھی لگتی ہے اور کوئی بات بری لگتی ہے اب اگر بیوی کی کوئی عادت ناپسند ہے تو اس کی وجہ سے اسے بالکل بے کار مت سمجھو بلکہ اس میں موجود اچھی خصلتوں اور خوبیوں کی طرف اپنا دھیان پھیر دو اگر شوہر اس پر عمل پیرا ہو جائے تو اس کا نفسیاتی فائدہ یہ ہو گا کہ رفتہ رفتہ اس کے دل میں بیوی کی محبت جگہ پکڑلے گی (5) اس سے حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر بیوی کی کوئی ایک عادت ناپسندیدہ لگے تو فوراً اس سے نفرت کا اظہار کرنے نہ لگ جائے کیونکہ اس میں کوئی نہ کوئی خوبی تو ہو گی تو اس خوبی کی طرف اپنا دھیان لگایا کرے اس کا نفسیاتی اثر یہ ہو گا کہ دل میں بیوی کے خلاف نفرت کے جذبات نہ بھڑکیں گے۔

بیویوں کی ایک خاص خوبی: آپؐ نے شوہروں کو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے سلوک کرنے کی ایک ایسی وجہ بیان کر دی ہے کہ اگر شوہر اس پر صحیح معنوں میں غور کرلے تو کبھی بھی بیوی کے ساتھ بدسلوکی کا خیال نہیں آئے گا اور وہ خوبی یہ ہے کہ فَإِنَّمَا هُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ (6) یہ عورتیں تمہارے پاس تمہارے گھروں میں تمہارے ماتحت رہتی ہیں یعنی نکاح کے باہمی معاہدے کے بعد بیوی نے اپنے والدین، بہن بھائیوں کو چھوڑا، خاندان اور پورے کنبے کو چھوڑا اور شوہر کے پاس آکر پابند ہو گئی اگر شوہر بیوی کی اس قربانی پر ذرا سا بھی غور کرے گا کہ معاملہ اگر اس کے برخلاف ہوتا اور مجھ سے یہ مطالبہ ہوتا کہ نکاح کے باہمی معاہدے کے نتیجے میں تمہیں اپنے والدین بہن بھائیوں اور سارے خاندان کو چھوڑنا ہو گا تو یہ بات مجھے کتنی گراں گذرتی اب جب بیوی نے اتنی قربانی دی ہے کہ وہ زندگی بھر کے لئے اجنبی ماحول اور اجنبی گھر میں میری خاطر مقید ہو گئی ہے تو کیا مجھے اس کی اس قربانی کا کچھ بھی خیال نا چاہیئے؟ چنانچہ آپؐ نے مرد کو بیوی کی اس کی قربانی کا لحاظ کرنے کی تعلیم دی ہے کہ بیوی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔(7) اسی طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ

تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا (8)ترجمہ: اور ان کے ساتھ بھلے انداز میں زندگی بسر کرو، اور اگر تم انہیں پسند نہ کرتے ہو تو یہ عین ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو اور اللہ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو یعنی شوہروں کو چاہیئے کہ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے طریقہ پر زندگی گزارے ان کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہیئے اسی طرح نان نفقہ، خوراک اور پوشاک وغیرہ کا بہتر انداز سے انتظام کرنا چاہیئے اور اگر تمہیں ان کی کوئی عادت طبعی طور پر اچھی نہ لگے ہو تو اسے برداشت کرو اور یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ جو چیز تمہیں اچھی نہ لگتی ہو تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اس میں کوئی بڑا فائدہ رکھا ہو کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان کو اپنی بیوی شکل وصورت اور رنگ وروپ کے لحاظ سے اچھی نہیں لگتی تاہم اس میں دیگر خوبیاں ہوتی ہیں مثلاً اس میں خدمت کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے اسی طرح وہ شوہر کے مال کی حفاظت اچھے طریقے سے کرتی ہے اس کے گھر بار کو سنبھالتی ہے اولاد کی تربیت بہتر طریقے سے کرتی ہے اسی طرح وہ شوہر کو نیکی کے راستے پر ڈالنے کی کوشش کرتی ہے یہ ساری خیر کی مختلف شکلیں ہیں لہذا تھوڑی سی طبعی ناپسندیدگی کے باوجود اس طرح کے فوائد کے لیے بیوی کی مختلف عادات کو برداشت کرنے کی عادت بنانی چاہیے چنانچہ دین دار اور سمجھدار شوہر ایسا ہی کرتے ہیں دراصل بیویوں کے ساتھ زندگی گذارنی ہو یا دوسرے عام لوگوں کے ساتھ مرافقت ومصاحبت ہو سوفیصد ہر ایک فرد کا دوسرے کے ساتھ ذہن مل جائے اور ذرا سی بھی طبعی وعقلی اذیت نہ پہنچے تو اس دنیا میں عموماً ایسا ہوتا ہی نہیں ہے کسی فرد میں فوائد کو دیکھ کرنا گواریوں کو برداشت کرنے ہی سے مصاحبت اور مرافقت باقی رہ سکتی ہے(9)۔

ازواجی زندگی اور باہمی تعاون: ازدواجی زندگی میں پیش آنے والے تمام مسائل کو باہمی امداد اور تعاون کے ذریعہ حل کیا جاسکتا ہے واضح رہے کہ کسی بھی کام کی انجام دہی کے موقع پر ہمیں ماحول اور سماج کا خیال اور لحاظ رکھنا چاہیے مسائل کے حل اور انجام ایسا ہو کہ وہ انسانی معاشرہ کے فائدے کا باعث ہو، یاد رہے کہ جس شخص نے زندگی کا مقصد باہمی تعاون سمجھا ہے اور دوسروں کی خدمت جس کا نصب العین ہو تو وہی شخص دنیا میں زندگی کے الجھنوں اور سختیوں کا ہمت کے ساتھ ڈٹ کر مقابلہ کرسکتا ہے اور کامیابی حاصل کرسکتا ہے(10)۔

طلاق کا ایک اہم سبب: شادی کے ابتدائی دنوں میں زوجہ کے درمیان محبت کے جذبات عروج پر ہوتے ہیں لیکن رفتہ رفتہ جب اختلاف نمایاں ہونا شروع ہو جاتے ہیں بروقت تدارک نہ کرنے کی وجہ سے ازدواجی زندگی میں سرد مہری پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے بات سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ ازدواجی زندگی میں چھوٹے موٹے اختلافات آتے رہتے ہیں ازدواجی زندگی کی ایک اٹل حقیقت ہے کہ ان کے درمیان کبھی تکرار بھی ہو جاتی ہے کبھی لڑائی جھگڑا ہو جاتا ہے اسی طرح مختلف معاملات پر اختلاف

رائے بھی سامنے آجاتا ہے تاہم ان تمام باتوں کے باوجود زوجین کے درمیان محبت خراب ہوتی ہے جیسا کہ مثل مشہور ہے جہاں دو برتن ہوتے ہیں وہ ٹکراتے بھی ہیں مانا کے برتن ٹکراتے بھی ہیں اور ان سے کھنکھناہٹ بھی پیدا ہوتی ہے مگر یہ سب کچھ تھوڑی دیر کے لئے ہوتا ہے اگر کوئی اس عارضی ٹکراؤ کو بنیاد بنالے تو پھر ازدواجی زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے ([11])۔

ازدواجی زندگی میں سرد مہری پیدا ہونے کے بنیادی اسباب: ازدواجی زندگی میں سرد مہری پیدا ہونے کے دو بنیادی اسباب ہے۔

1۔ ناپسندیدہ اور تکلیف دہ باتوں کو بار بار دہرانا۔

2۔ ازدواجی زندگی میں سمجھوتے کا فقدان۔

سرد مہری کا جو پہلا سبب ہے کہ اس میں ناپسندیدہ حرکات یا باتوں کو بار بار دہرایا جاتا ہے تو اس کا نفسیاتی سبب یہ ہوتا ہے کہ زوجین ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے یا سمجھتے نہیں واضح رہے کہ جہاں ایک دوسرے کے مزاج سے شناسائی کم ہوگی تو ان میں اختلافات اتنے ہی زیادہ ہوں گے اس لیے یہ بات درست ہے کہ جن زوجین میں درست مزاج آشنائی نہ ہو تو پھر کسی ایک شریک حیات کا عمل یا بات دوسرے کیلئے سرد مہری کا سبب بن سکتی ہے ([12])۔

ازدواجی زندگی اور سمجھوتے: زوجین کے اختلافی رویوں کی اثر انگیزی اور اس کی اہمیت سمجھنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین کرنا نہایت ضروری ہے کہ زندگی پھولوں کی کوئی سیج نہیں ہے اور خاص طور پر شادی شدہ زندگی میں تو اور کئی ساری مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر باہمی محبت ہم آہنگی سمجھوتے اور اعتمادی کے بل بوتے پر یہ سارے مشکلات حل ہوتے ہیں بے شک شریک حیات کے مشاغل اور دلچسپیوں باہم ایک جیسے نہ ہو مگر ایک دوسروں کی خوشی کیلئے سمجھوتا کرنا پڑتا ہے جس کے نتیجے میں باہمی مفاہمت پیدا ہوجاتی ہے ایک دوسرے کی سوچ سمجھ میں آنے لگتی ہے ازدواجی زندگی کو کامیاب بنانے کے لیے بہت محنت کرنا پڑتی ہے اپنی خواہشات کی قربانی دے کر دوسری کی خواہشات کو ترجیح دینا پڑتی ہے کیونکہ بسا اوقات خوشیاں وصول کرنے اور بانٹنے کے لیے اپنی پسند اور ناپسند سے دستبردار ہونا پڑتا ہے واضح رہے کہ شادی سے پہلے محبت کی دنیا زیادہ خوش رنگ اور دلکش نظر آتی ہے مگر یہ سارے رنگ وقتی ہوتے ہیں پائیدار نہیں ہوتے ہیں لیکن شادی کے بعد جو محبت جنم لیتی ہے تو وہ محبت زیادہ مضبوط اور پائیدار ہوتی ہے اسے لازوال اور دائمی بنانے کیلئے ایک دوسرے کو رعایت دینا پڑتی ہے جسے باہمی سمجھوتہ کہا جاتا ہے (13)۔

ازدواجی بندھن کا مقصد: ازدواجی بندھن میں بندھ جانے کا مقصد زندگی بھر کے لئے اسے نبھانے کی غرض سے ہوتا ہے نہ کہ وقتی لذت کوشی کے لئے اور اس میں دو افراد کے پیش نظر یہ ہوتا ہے کہ وہ مل کر زندگی کی مشکلات کا مقابلہ کرینگے اور ایک

دوسرے کو جسمانی اور نفسیاتی سکون فراہم کرینگے تاہم عصر حاضر میں دنیا کے اکثر معاشروں میں ازدواجی زندگیاں ایک سخت بحران سے دوچار ہیں اور شادیوں کے ٹوٹنے کی شرح اتنی زیادہ ہوگئی ہے کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی غرض یہ کہ جن دو افراد نے ایک ساتھ جینے کا عہد وپیمان کرکے ازدواجی زندگی کا آغاز کیا تھا تو چند برسوں میں بلکہ بعض صورتوں میں تو چند مہینوں میں ایک دوسرے سے اپنی راہیں الگ کرلیتے ہیں اور حالات سے گھبرا کر تعلق ہی کو توڑ دیتے ہیں حالانکہ ازدواجی تعلق کو توڑنا ہر معاشرے میں برا سمجھا جاتا ہے[14] چنانچہ ہم ذیل میں آپؐ کی ان تعلیمات کو درج کرتے ہیں جن میں طلاق کو ایک ناپسندیدہ عمل قرار دیا ہے۔

بلاضرورت نکاح کے بندھن توڑنے سے متعلق تعلیماتِ سیرت اوران کے نفسیاتی اثرات:

بلاضرورت طلاق دینا گناہ ہے: اللہ تعالی نے نکاح کے بنیادی مقاصد نسل انسانی کی بقا کا تسلسل ان کی عزت و آبرو کا تحفظ اور زوجین کا باہمی سکون بیان کیا ہے لہذا جن جوڑوں کو یہ فوائد حاصل ہوں تو ایسے جوڑوں کے درمیان جدائی کا کسی قسم کا کوئی جواز نہیں بنتا نہ ہی اخلاقا کوئی جواز بنتا ہے اور نہ ہی شرعا کوئی جواز بنتا ہے تاہم اگر کسی جوڑے میں تعلقات اس قدر کشیدہ ہو جائے کہ نکاح کے بنیادی مقاصد فوت ہو جائے تو مجبوری میں ضرورت کے بقدر اس کی اجازت رکھی گئی ہے کہ زوجین علیٰحدگی اختیار کر لیں[15] تاہم بلاضرورت ایسا کرنا بڑا گناہ ہے چنانچہ آپؐ کا فرمان ہے جس میں بلاضرورت ازدواجی تعلقات ختم کرنے کو گناہ قرار دیا ہے چنانچہ آپؐ کی روایت ہے إِنَّ أَعْظَمَ الذُّنُوبِ عِنْدَ اللهِ رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَأَةً، فَلَمَّا قَضَى حَاجَتَهُ مِنْهَا، طَلَّقَهَا، وَذَهَبَ بِمَهْرِهَا:

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بات بہت بڑے گناہ کی ہے کہ ایک شخص کسی خاتون سے نکاح کرلے پھر جب اپنی ضرورت اس سے پوری کرلے تو اسے طلاق دیدے اوراس کا مہر بھی ادا نہ کرے[16]۔

بلاضرورت عورت کا مطالبہ طلاق: اسی طرح آپؐ نے اس عورت کے متعلق انتہائی سخت وعید بیان کی ہے جو بلاضرور شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے چنانچہ آپؐ کا فرمان ہے أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا مِنْ غَيْرِ بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الجَنَّةِ ترجمہ: کہ جو عورت اپنے شوہر سے بغیر کسی ایسی تکلیف کے جو اسے طلاق لینے پر مجبور کرے طلاق کا مطالبہ کرے تو ایسی عورت پر جنت کی خوشبو حرام ہے[17]۔

میاں بیوی کے درمیان تعلقات خراب کرنے والی کی حیثیت: بسا اوقات زوجین ہنسی خوشی زندگی گذار رہے ہوتے ہیں تاہم دوسرے افراد کو ان کی یہ خوشی ایک آنکھ نہیں بھاتی ہے اور وہ مختلف طریقے اختیار کرکے ان کے درمیان غلط فہمیاں

پیدا کرتے ہیں تا کہ ان کا ازواجی تعلق ختم ہو جائے تو اس رویے کی حوصلہ شکنی کرنے کے لئے آپؐ نے بہت سخت وعید بیان کی ہے کہ ایسا شخص مسلمان نہیں ہو سکتا چنانچہ آپؐ کی روایت ہےلَيْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ امْرَأَةً عَلَى زَوْجِهَا، أَوْ عَبْدًا عَلَى سَيِّدِهِ(18)وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو عورت کو اس کے شوہر کے خلاف اکسائے، یا کسی غلام کو اس کے آقا کے خلاف اکسائے۔

طلاق ناپسندیدہ ہونے کے متعلق تعلیماتِ سیرت اور ان کے نفسیاتی اثرات: اسلام کی نظر میں ازواجی زندگی سے مقصد ایک مستحکم معاشرے کو وجود بخشنا ہوتا ہے کیونکہ یہی وہ بنیادی اکائی ہے کہ جس پر معاشرتی استحکام استوار ہے کیونکہ اگر خاندان ہی نہ رہے تو معاشرہ کا زوال یقینی ہے اسی معاشرتی زوال سے بچنے کے لئے آپؐ نے ان تمام اسباب کو ناپسند کیا ہے جو معاشرتی زوال کا سبب بنے تو جیسا کہ طلاق بھی معاشرتی زوال کا ایک سبب ہے اسی وجہ سے آپؐ نے اسے بھی ناپسند قرار دیا ہے چنانچہ آپؐ کا فرمان ہےأَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى الطَّلَاقُ۔حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک طلاق سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز ہے(19)۔

طلاق ناپسندیدہ کیوں ہے؟: طلاق ناپسندیدہ ہونے کی بنیادی نفسیاتی وجہ یہ ہے کہ کہ زوجین میں پڑنے والی یہ جدائی حقیقت میں دو خاندانوں میں جدائی کا بیج بوتی ہے جس کے اثرات دو خاندانوں میں باہمی نفرت بغض وعداوت بلکہ بسا اوقات لڑائی تک بات پہنچ جاتی ہے اور اگر دونوں خاندانوں کا اختلاف مزید بڑھ جائے تو پھر قبیلوں اور قوموں تک اس کے اثرات پھیل جاتے ہیں انہی نتائج کی وجہ سے انسان کے ازلی دشمن شیطان کی نظر میں بھی یہ گناہ تمام گناہوں سے بڑھ کر عزیز ہے(20) چنانچہ روایت ہےإِنَّ إِبْلِيسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا قَالَ ثُمَّ يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ مَا تَرَكْتُهُ حَتَّى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ قَالَ فَيُدْنِيهِ مِنْهُ وَيَقُولُ نِعْمَ أَنْتَ قَالَ الْأَعْمَشُ أُرَاهُ قَالَ فَيَلْتَزِمُهُ(21)۔ترجمہ: ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے پھر اپنے لشکروں کو دنیا میں فساد کرنے کو بھیجتا ہے پس سب سے بڑا فتنہ باز اس کا سب سے زیادہ قریبی ہوتا ہے کوئی شیطان ان میں سے آکر کہتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں کام کیا یعنی فلاں سے چوری کرائی فلاں کو شراب پلوائی وغیرہ تو شیطان کہتا ہے کہ تونے کچھ بھی نہیں کیا پھر کوئی آکر کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ اس میں اور اس کی بیوی میں جدائی کرادی تو اس کو اپنے قریب کرلیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہاں تو نے بڑا کام کیا ہے۔ اعمش نے کہا میرا خیال ہے کہ اس کو اپنے ساتھ چمٹالیتا ہے۔

طلاق کے ناپسندیدہ ہونے کے نفسیاتی اسباب: معاشرے میں ایسے بہت سارے مرد اور عورتیں ملتی ہیں جب وہ ازدواجی زندگی کو ایک بوجھ سمجھنے لگتے ہیں تو وہ ازدواجی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے کوئی کوشش نہیں کرتے ہیں بلکہ وہ ازدواجی مشکلات کا حل طلاق کو سمجھتے ہیں چنانچہ آج کل ایک عام تاثر یہ بھی پایا جاتا ہے کہ تکلیفوں سے بھری ازدواجی زندگی گزارنے کے بجائے بہتر یہ ہے کہ اس سے نجات حاصل کرلی جائے واضح رہے کہ یہ ازدواجی مشکلات کا مناسب حل نہیں ہے کیونکہ جو لوگ اس سیدھے اور سادہ حل کو آزما چکے ہیں تو اس کے بعد بھی ان کے خواب ادھورے رہتے ہیں جس خوشی اور آزادی کے لیے یہ انتہائی قدم اٹھایا تھا وہ ان کو حاصل نہ ہو سکی بلکہ اس کی اپنی شخصیت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتی ہے اور ازدواجی زندگی کی صورت میں جو تھوڑا بہت سکون حاصل تھا وہ بھی باقی نہیں رہتا ہے بلکہ مشکلیں ختم یا کم ہونے کے بجائے اور زیادہ بڑھ جاتی ہیں اکثر طلاق یافتہ جوڑے اپنے اس فیصلے پر پچھتاتے ہوئے نظر آتے ہیں طلاق کے باوجود اس بات کے منتظر رہتے ہیں کہ شاید سابق شریک حیات واپس لوٹ آئے، اپنے ہنستے بستے گھروں کی تباہی کا ماتم کرتے ہیں اور دوسرے افراد کو اس کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں چنانچہ جدید تحقیقات کے مطابق بہت سارے طلاق یافتہ جوڑوں کا یہ کہنا تھا کہ اگر ہمیں اس کے نتائج معلوم ہوتے کہ آگے چل کر ہمارے ساتھ کیا ہوگا تو ہم کوئی نہ کوئی کوشش کر کے مصالحت کی راہ نکال لیتے اور کبھی بھی طلاق کی نوبت نہ آنے دیتے تھے([22])۔

طلاق جسم اور روح دونوں کے لیے تکلیف دہ ہوتی ہے: طلاق کے اثرات جسمانی اور نفسیاتی دونوں طرح کے ہوتے ہیں اور خاص کر اس کے نفسیاتی اثرات زیادہ دیرپا ہوتے ہیں چنانچہ اکثر اوقات یہ مشاہدہ کیا گیا ہے جو لوگ طلاق کو ازدواجی مشکلات کا علاج سمجھ رہے تھے بعد میں وہ اپنے اس عمل پر پچھتاتے بھی ہیں اور اس حل کو ازدواجی مشکلات کے مقابلے میں زیادہ بدتر سمجھتے ہیں کیونکہ جب زوجین میں طلاق واقع ہو جاتی ہے وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جاتے ہیں اور ان کے گھربار اور ٹھکانے بدل جاتے ہیں، قانونی تعلق ختم ہو جاتا ہے لیکن جذباتی اور نفسیاتی تعلق ختم نہیں ہوتا ہے عام طور پر اس تعلق کو ختم ہونے کافی عرصہ درکار ہوتا ہے سابق شریک حیات سے یہی نفسیاتی اور جذباتی وابستگی انسان کو بے چین کیے رکھتی ہے اور اس کے روزمرہ زندگی پر اس کے نمایاں اثرات نظر آتے ہیں([23])۔

طلاق کے جائز ہونے کی نفسیاتی وجوہات: 1۔ طلاق کے عمل سے شریعت کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کہ زوجین کے درمیان جدائی پیدا کر دی جائے بلکہ شریعت کی نظر میں طلاق سے مقصود یہ ہے کہ زوجین کے درمیان جو نفرت پیدا ہوئی ہے تو عدت کے زمانے میں جب زوجین ایک دوسرے سے کچھ مدت کے لئے الگ ہو جائینگے تو تنہائی میں اپنے احوال کا درست طریقہ سے جائزہ لئے جانے کا موقع ملے گا اسی طرح تنہائی میں زوجین کو ایک دوسرے کی ضرورت کا احساس ہو جائے گا تو اس طرح باہمی نفرت

کی اصلاح ہو جائے گی اور اس بات کی دلیل یہ ہے کہ اسلام نے طلاق کی جس صورت کو جائز رکھا ہے تو وہ طلاق رجعی ہے اور زمانہ جاہلیت کی طرح ایک ساتھ تین طلاقیں دینے کو ناجائز قرار دیا ہے غرض یہ کہ اسلام نے طلاق کو بطور سزا نافذ نہیں کیا ہے بلکہ طلاق رجعی کے بعد عدت کے زمانے میں ازدواجی نفرتوں اور تلخیوں کو ختم کرنے، محبت اور احسان کے جذبات پیدا کرنے کے لئے سوچ بچار کا وقت مہیا کرنا ہے([24])۔

2۔ نکاح ایسے تعلق اور رشتے کا نام ہے جس کی بدولت انسانی نسل کو تحفظ حاصل ہوتا ہے جائز حدود میں رہ کر اپنی جنسی خواہشات کی تکمیل بھی اس کی بدولت ہوتی ہے تاکہ انسان کی جنسی ضروریات طریقے سے پوری ہو جائے اور اسے کسی سے دوسری جانب رخ کرنا نہ پڑے مثلاً بدکاری اور زناکاری وغیرہ گناہوں سے خود بھی محفوظ رہے اور معاشرہ بھی اس سے پاک رہے سرے کے نکاح کی وجہ سے جو محبت اور تعلق پیدا ہو جاتا ہے تو اس میں سادگی اور خلوص ہوتا ہے چنانچہ اسی معاشرتی حسن کو برقرار رکھنے کیلئے بعض ناگزیر حالات میں شریعت نے طلاق جیسی ناپسندیدہ عمل کی اجازت دی ہے کیونکہ بسا اوقات شادی کے بعد ایسے اسباب اور حالات سامنے آجاتے ہیں مثلاً زوجین کی فطری خامیاں جنسی یا جسمانی کمزوریاں، مزاج کی ناموافقت وغیرہ جن کی وجہ سے انسان نکاح کے حقیقی فوائد سے محروم رہتا ہے اور نکاح کی بھلائیاں اور اچھائیاں پردے میں چلی جاتی ہے اور زوجین میں باہمی الفت و محبت ہمدردی اور صلہ رحمی کے بجائے عداوت، بغض، دشمنی اور کینہ سوزی جیسے نفسیاتی امراض پیدا ہو جاتے ہیں زندگی ایک بوجھ بن کر رہ جاتی ہے چنانچہ ایسے پیچیدہ اور سنگین مواقع پر جدائی کی شدید ضرورت پڑتی ہے ایسے ہی حساس اور نازک موقع پر شریعت نے طلاق کے حق کو استعمال کرنے کی اجازت دی ہے([25])۔

طلاق سے پہلے محبت کا تجزیہ: بسا اوقات ہم یہ محسوس کرنے لگتے ہیں کہ کبھی کبھی دوسرے فرد کے ساتھ ہمارا تعلق ایک مسئلہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور ہمیں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ مسئلہ کی جڑ کیا ہے؟ ہمارا آپس کا تعلق ہمیں مزید جاری رکھنا بہتر ہے یا اسے توڑ دینا چاہیئے تاکہ ہماری زندگی کی توانائیاں ضائع نہ ہو جائیں اتنے سارے سوالات کی وجہ سے انسان ذہنی انتشار کا شکار ہو جاتا ہے اور اسے فیصلہ کرنے میں نفسیاتی طور پر دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ اس نفسیاتی الجھن سے نکل نہیں پاتا تو ایسے مواقع پر ماہر نفسیات اس کی تحلیل نفسی کرکے اس کی شخصیت سمجھنے کی کوشش کرتا ہے اور پھر وہ اسے کوئی بہتر مشورہ دیتا ہے نفسیات کی اصطلاح میں اسے Love Analysis کہتے ہیں([26])۔

نفسیاتی تجزیے کا فایدہ: نفسیاتی تجزئے کا یہ فائدہ نکلتا ہے کہ متعلقہ فرد کو مسئلہ کی اصل جڑ کا پتہ چل جاتا ہے جس سے اس کی نفسیاتی الجھن ختم ہو جاتی ہے اور اسے فیصلہ کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔

تعلیمات سیرت کی روشنی میں محبت کا نفسیاتی تجزیہ اور اس کے نفسیاتی اثرات: محبت کے نفسیاتی تجزیئے کے حوالے سے آپؐ کی سیرت طیبہ میں ایک دلچسپ واقعہ ملتا ہے کہ ایک شخص آپؐ کے پاس آیا اور اپنی بیوی کی کچھ خامیاں بتائی تو آپؐ نے فرمایا چاہو تو اسے طلاق دے دو تو اس شخص نے کہا اگر میں اسے طلاق دے دوں تو مجھے ڈر ہے کہ اس سے صبر نہ کر سکوں گا یعنی اس کی جدائی برداشت نہ کر پاؤں گا تو آپؐ نے فرمایا پھر تو اسے طلاق نہ دو اور اسے روکے رکھو([27]) دیکھئے مذکورہ حدیث میں جس شخص کا تذکرہ کیا گیا ہے تو وہ اپنی بیوی کے تعلق کے حوالے سے نفسیاتی الجھن کا شکار تھا تو آپؐ نے اس کا نفسیاتی تجزیہ کر کے اس کے مسئلہ کو آسان کر لیا۔

عورت مجبور ہو اور شوہر طلاق نہ دیتا ہو: ازدواجی زندگی میں عموماً مرد غالب رہتا ہے جس کا نفسیاتی اثر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شوہر اپنے اس غلبہ اور طاقت کا بے جا استعمال کرنے لگ جاتا ہے اور بیوی کی زندگی کو اجیرن بنا دیتا ہے یعنی وہ اسے طلاق بھی نہیں دیتا اور نہ ہی اسے بیوی بنا کے رکھتا ہے سو ایسے لوگوں کی اس غلط سوچ کو ختم کرنے اور ازدواجی زندگی میں اعتدال پید کرنے کے لئے اسلام نے عورت کو حقِ خلع دیا ہے ایسا ہی ایک معاملہ جب آپؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپؐ نے خلع کے ذریعے اس عورت کو اس کے شوہر سے آزادی دلائی چنانچہ روایت ہے أَنَّ ثَابِتَ بْنَ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ ضَرَبَ امْرَأَتَهُ فَكَسَرَ يَدَهَا وَهِيَ جَمِيلَةُ بِنْتُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ فَأَتَى أَخُوهَا يَشْتَكِيهِ إِلَى رسول اللَّه صلى الله عليه وسلم فَأَرْسَلَ رسول اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِلَى ثَابِتٍ فَقَالَ لَهُ خُذِ الَّذِي لَهَا عَلَيْكَ وَخَلِّ سَبِيلَهَا قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَتَرَبَّصَ حَيْضَةً وَاحِدَةً فَتَلْحَقَ بِأَهْلِهَا([28]) ترجمہ: ثابت بن قیس بن شماسؓ نے اپنی بیوی کو ایسی مار ماری کہ اس کا ہاتھ ہی توڑ دیا اور وہ جمیلہ تھی جو عبد اللہ بن ابی کی بیٹی تھی اس کا بھائی اس کی شکایت لے کر سرور کائناتؐ کے پاس آیا سرور کائناتؐ نے ثابت بن قیس کو بلا بھیجا جب وہ آئے تو آپؐ نے ان سے فرمایا جو تمہاری بیوی کا حق مہر تمہارے ذمہ بنتا ہے اسے لے لو اور اس کا راستہ چھوڑ دو، انہوں نے کہا ٹھیک ہے پھر سرور کائناتؐ نے اسے یعنی جمیلہ کو حکم دیا کہ ایک حیض کی عدت گزار کر اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر شوہر بیوی کے اوپر ظلم کرتا ہو تو شریعت نے اسے مجبور اور مظلوم بن کر زندگی گذارنے کا پابند نہیں کیا ہے بلکہ اسے حق خلع دے کر شوہر کے ظلم کرنے کے راستے کو بند کر دیا ہے۔

خلاصۃ البحث:

زوجین کے باہمی تعلقات میں ناخوشگواری کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے بلکہ یہ عین انسانی نفسیات کے مطابق ہے اس حوالے سے آپ ﷺ نے انسانی نفسیات کو مد نظر رکھتے ہوئے امت کو ایسی تعلیمات دی ہیں جن پر عمل پیرا ہونے کی صورت میں

ازدواجی زندگی کی تلخیوں اور مشکلات سے نجات مل سکتی ہے اور اگر زوجین میں سے کسی کے خیال میں جدائی کا تصور پنپ رہا ہو تو وہ اپنے رویے پر نظر ثانی کرے گا نیز ان کی ازدواجی زندگی میں خوشگواری، قلبی سکون اور اطمینان لوٹ آئے گا۔

---

[1]۔ عثمانی، مفتی، محمد تقی، پرسکون گھرانہ، ص263، مکتبہ عثمانیہ راولپنڈی،2009ء۔

[2]۔ قاضی جاوید، ازدواجی زندگی، ص229، فکشن ہاؤس مزنگ روڈ لاہور،2010ء۔

[3]۔ ارشد جاوید، کامیابی کے اصول، ص29، دارالشعور، لاہور،2017ء۔

[4]۔ مسلم، ابوالحسن مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، ج2، ص1091 مکتبۃ البشریٰ کراچی، 2011ء۔

[5]۔ عثمانی، مفتی، محمد تقی، خوشگوار ازدواجی زندگی کے رہنما اصول، ص57، مکتبہ عثمانیہ راولپنڈی،2009ء۔

[6]۔ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، السنن، ج2، ص458، مصطفی البابی الحلبی، مصر،1395ھ/1975ء۔

[7]۔ تقی عثمانی، خوشگوار ازدواجی زندگی کے رہنما اصول، ص67

[8]۔ النساء:19

[9]۔ عاشق الٰہی، مفتی، انوارالبیان، ج2ص249

[10]۔ جعفری، محمد حسین، ص27، مقصد زندگی، اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن، س ط ن۔

[11]۔ ظفرالحسن، ڈاکٹر، شادی کامیاب ازدواجی رشتے کی اخلاقی و سماجی نفسیات، ص 121، دارالشعور، لاہور،2018ء۔

[12]۔ ایضاً، ص121

[13]۔ ایضاً، ص163

[14]۔ جاوید، قاضی، ازدواجی زندگی، ص13

[15]۔ تھانوی، اشرف علی، مولانا، پرسکون گھر، ص386، ادارہ تالیفات اشرفیہ،2018ء۔

[16]۔ حاکم، ابوعبداللہ الحاکم محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، ج 2، ص 198، دارالکتب العلمیۃ بیروت،1990ء

[17]۔ ترمذی، ج2، ص 484

[18]۔ ابوداود، ابوداود سلیمان بن الاشعث، السنن، ج2، ص 254، میر محمد کتب خانہ کراچی،1949ء۔

[19]۔ ابوداود، ج2، ص255۔

[20]۔ تھانوی، پرسکون گھر، ص۔386

[21]۔ مسلم، ج4، ص2167۔

[22]۔ جاوید، قاضی، ازدواجی زندگی، ص 289۔

[23]۔ ایضاً، ص290

[24]۔ بھٹہ، مسعود احمد میاں، حیات النساء، آہن ادارہ اشاعت و تحقیق لاہور، 2010ء، ص581

[25]۔ قاسمی، عبد الجلیل، مفتی، مسائل طلاق، ادارہ تالیفات اشرفیہ، لاہور، 1426ھ/1986ء، ص21

[26]۔ صابر، چوہدری، ماہر نفسیات کی ڈائری، علم و عرفان، 2018ء، ص31

[27]۔ نسائی، ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب، السنن الکبری، ج6، ص170، مؤسسۃ الرسالہ بیروت، 1421ھ/2001ء۔

[28]۔ ایضاً، ج6، ص 186